غیبت: ہماری مجلسوں کی بربادی کا سبب

مولانا وسیم حسن

جامعہ فاروقیہ، فیز 2، کراچی

انسان ایک معاشرتی مخلوق ہے۔ اس کی زندگی کا بڑا حصہ گھر، مدرسہ، دفتر، دوستوں اور مختلف مجلسوں اور محفلوں میں گزرتا ہے۔ یہ مجلسیں اگر تعلیم و تعلم، ذکر و فکر، اصلاح اور خیر خواہی پر مشتمل ہوں، تو انسان کی تربیت اور معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنتی ہیں، لیکن اگر انہی مجلسوں میں دوسروں کی عزتیں پامال ہونے لگیں، عیب اچھالے جائیں اور برائیاں بیان کی جائیں، تو یہی مجلسیں ایمان و اخلاق کے لیے خطرہ بن جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں خود سے یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہماری مجلسیں اصلاح و خیر خواہی کا ٹھکانا ہیں؟ کیا ان سے باہمی محبت اور اعتماد بڑھ رہا ہے؟ یا خدانخواستہ وہ ایمان و اخلاق کو نقصان پہنچانے اور معاشرہ میں نفرت و انتشار پھیلانے کا ذریعہ بن رہی ہیں؟

مجلس کو نفرت و انتشار کا گڑھ بنانے والی خرابیوں میں سے ایک بڑی خرابی غیبت ہے۔ غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے غیبت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ'' یعنی ''اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہنا، جو اسے ناگوار گزرے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر وہ بات واقعی اس شخص میں موجود ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اگر وہ بات اس میں موجود ہے، تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات اس میں موجود نہیں، تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔'' (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأداب، باب تحريم الغيبة، حديث نمبر: 6593)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں وضاحت فرمائی ہے کہ: ''غیبت صرف زبان ہی سے نہیں ہوتی، بلکہ اشارے، کنایے اور کسی کی نقل اتارنے کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے۔'' (إحياء العلوم، حجة الإسلام إمام أبو حامد الغزالي، ج:3، ص:174، ط: مكتبہ حقانیہ، پشاور)

اس وضاحت کی روشنی میں دیکھا جائے، تو غیبت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ خصوصاً عصر حاضر میں

مجلس کسی کمرے یا چار دیواری تک محدود نہیں رہی، بلکہ سوشل میڈیا نے پوری دنیا کو ایک بڑی مجلس میں تبدیل کر دیا ہے۔ آج ایک پوسٹ، کمنٹ، گروپ ڈسکشن، ان باکس چیٹ، وائس میسج اور مختلف قسم کا آن لائن مواد بھی مجلس ہی کی ایک نئی صورت ہے۔ چنانچہ کسی مسلمان کی ایسی ذاتی برائی کا ذکر، جو اسے ناگوار ہو، خواہ گفتگو میں کیا جائے، اشارے اور کنایے سے ہو، کسی کو ٹیگ کر کے کیا جائے، وائس میسج میں ہو، پوسٹ یا کمنٹ میں ہو، یا کسی گروپ میں، یہ سب غیبت کے دائرے میں آ سکتا ہے۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ ہمیں اس گناہ کا احساس ہی نہیں ہوتا، اور اگر احساس ہو بھی تو اس کی سنگینی کا استحضار نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اس سے بچنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کرتے، حالانکہ مسلسل غیبت انسان کے مزاج کو متاثر کرتی ہے۔ وہ دوسروں کے عیوب تلاش کرنے کا عادی ہو جاتا ہے، اس کا دل سخت ہونے لگتا ہے اور وہ اپنی اصلاح سے غافل ہو جاتا ہے۔ مزید افسوس ناک صورت یہ ہے کہ جب کسی کو غیبت سے روکا جائے، تو جواب ملتا ہے: ''میں تو سچ کہہ رہا ہوں، یہ بات واقعی اس میں موجود ہے۔'' یا کہا جاتا ہے: ''میں یہ بات اس کے سامنے بھی کہہ سکتا ہوں۔'' کبھی غیبت کا آغاز ہی اس جملے سے ہوتا ہے کہ ''کہنا تو نہیں چاہیے، لیکن فلاں شخص ایسا ہے۔'' کبھی اسے مذاق کا نام دے دیا جاتا ہے اور کبھی اصلاح و خیر خواہی کا، حالانکہ حدیث میں غیبت کی بنیاد ہی اس بات کو قرار دیا گیا ہے کہ کسی شخص کی ایسی بات اس کی غیر موجودگی میں بیان کی جائے، جو اسے ناگوار ہو۔ اگر واقعی اصلاح مقصود ہو، تو اس کے شرعی اور اخلاقی طریقے الگ ہیں۔

غیبت کی حقیقت اور اس کے دائرۂ کار کو سمجھ لینے کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن و سنت نے اس کے بارے میں کیا رہنمائی دی ہے؟ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

''وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ'' (الحجرات:12)

''اور تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ سو تم اسے ناپسند کرتے ہو۔''

اس قرآنی مثال پر غور کیا جائے تو غیبت کی قباحت اور سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے صرف غیبت سے منع کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے جیسی نفرت انگیز صورت سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح مردہ شخص اپنے جسم کا دفاع نہیں کر سکتا، اسی طرح غیبت کا نشانہ بننے والا شخص بھی مجلس میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اپنی عزت کا دفاع نہیں کر پاتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی جان، مال اور عزت و آبرو کو محترم قرار دیا ہے، اور مسلمان کی آبرو پر ناحق حملہ کرنے کو نہایت سنگین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں انسان کی عزت و آبرو کی حفاظت کس قدر اہم ہے۔ غیبت کے اخروی انجام کے بارے میں بھی سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے معراج کے سفر

کا ایک منظر بیان فرمایا کہ:

''میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے ان کے بارے میں دریافت فرمایا، تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کا گوشت کھاتے، یعنی ان کی غیبت کرتے اور ان کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچاتے تھے۔'' (سنن أبي داود، كتاب الادب، باب الغيبة، حديث: 4878)

اب سوال یہ ہے کہ اس خطرناک گناہ سے بچا کیسے جائے؟ اس کے لیے سب سے پہلے زبان کی حفاظت کی عادت ڈالنا ضروری ہے۔ کسی شخص کے بارے میں زبان کھولنے سے پہلے اپنے آپ سے سوال کرنا چاہیے کہ کیا یہ بات سچی ہے؟ اور کیا اسے اس شخص کی غیر موجودگی میں کہنا مناسب ہے؟ اگر جواب نفی میں ہو تو خاموشی اختیار کر لینی چاہیے۔ اسی طرح جب کسی دوسرے کے عیب کی طرف ذہن جائے، تو فوراً اپنے عیوب پر نظر ڈالنی چاہیے۔ جب انسان کو اپنی کمزوریاں یاد رہتی ہیں تو اسے دوسروں کی کمزوریاں بیان کرنے کی فرصت کم ملتی ہے۔ یہی احتیاط سوشل میڈیا پر بھی ضروری ہے۔ کوئی پوسٹ شیئر کرنے، کمنٹ لکھنے، کسی کو ٹیگ کرنے یا پیغام آگے بڑھانے سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ کہیں ہم کسی کی عزت و آبرو کو نقصان تو نہیں پہنچا رہے۔

اگر کسی مجلس میں غیبت شروع ہو جائے تو حکمت اور بصیرت کے ساتھ گفتگو کا رخ بدلنے کی کوشش کرنی چاہیے، اور غیبت سے روکنا چاہیے، اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی مجلس سے الگ ہو جانا بہتر ہے۔

اگر کسی سے غیبت سرزد ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرنی چاہیے، اپنے کیے پر نادم ہونا چاہیے اور آئندہ اس گناہ سے بچنے کا عزم کرنا چاہیے۔ جس شخص کی غیبت کی گئی ہو، اس کے لیے دعا اور استغفار بھی کرنا چاہیے، البتہ اس سے براہ راست معافی مانگنے کی صورت میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ کہیں اسے غیبت کی خبر دینے سے مزید رنجش، نفرت یا فساد پیدا نہ ہو جائے۔ اس مسئلہ کی مختلف صورتوں میں تفصیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے باہمی تعلقات کی اصلاح کی غیر معمولی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کرانا نفلی روزے، نماز اور صدقے سے بھی افضل ہے، کیونکہ باہمی فساد دین کو مونڈ دینے والا ہے۔'' (سنن الترمذی، حدیث نمبر: 2509)

لہٰذا ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ہماری مجلس سے اٹھنے والا شخص اپنی عزت کے بارے میں مطمئن ہو، نہ کہ خوف زدہ۔ ہمارے الفاظ دلوں کو جوڑنے والے ہوں، توڑنے والے نہ ہوں، اور ہماری مجلسیں غیبت، عیب جوئی اور بدگمانی کی آماج گاہ بننے کے بجائے علم، خیر خواہی، حسن اخلاق اور محبت کی مجلسیں بنیں۔ یہی ایک پاکیزہ مجلس کی پہچان اور ایک صالح معاشرہ کی بنیاد ہے۔